AL-MISBAH RESEARCH JOURNAL

Al-Misbah, **Vol. 2 No. 4**(2022),28-37
https://almisbah.info/

امام بخاریؒ کا فرقہ جہمیہ اور فرقہ معتزلہ کے بارے میں موقف
"صحیح بخاری کی کتاب التوحید کی روشنی میں"

IMAM BUKHARI'S STANCE ON THE JAHAMIYYAH SECT AND THE MU'TAZILAH SECT: "IN THE LIGHT OF SAHIH BUKHARI'S BOOK OF AL-TAWHEED"

* Abdul haq
** Dr. Gulzada

ABSTRACT

Imam Bukhari's Sahih Bukhari has been blessed with the honour and acceptance by Allah; perhaps no other human book in the world has received this honour, because Sahih Bukhari is a comprehensive collection of tafseer, hadiths, and their titles and application in conflicting traditions, under different names. They are written in different descriptive ways. But there is still room to write about the beliefs and knowledge of religion on Sahih Bukhari. This is because Imam Bukhari has a different mujtahidan perspective in the science of theology, like jurisprudence, interpretation and hadith, and he also presents his innovative thought without fear and danger. For this reason, if Sahih Bukhari is viewed from the point of view of theological discussions, hundreds of such theological issues can be deduced from "Kitab ul-Tawheed" which can be used to summarize centuries of controversal discussions in a few moments. One of the important issues is Imam Bukhari's stance about the Jahamiyyah sect and the Mu'tazila sect, that Imam Bukhari rejects the beliefs of these sects in Sahih Bukhari's Kitab ul-Tawheed and proves these beliefs wrong, or supports the beliefs of these sects and presents an argument for their validity.

Therefore, the aim of writter in this article will be to clarify the position of Imam Bukhari regarding the Jahamiyyah sect and the Mu'tazila sect in the light of Sahih Bukhari's Kitab ul-Tawheed.

Keywords: Sahih Bukhari's, Kitabul Tawheed, Jahamiyyah, Mu'tazila.

تعارف موضوع

امام بخاریؒ کا شمار اُن قد آور شخصیات میں سے ہوتا ہے جنھوں نے اپنی تصانیف و مضامین کے ذریعے سے فرق باطلہ کا راستہ روک کر اُن کے لیے سدِ سکندری بنے۔امام بخاریؒ کی تصانیف میں سب سے عظیم الشان تصنیف 'صحیح بخاری' ہے جس کی کتاب الایمان میں آپؒ نے فرقہ مرجئہ اور کتاب التوحید میں فرقہ جہمیہ و معتزلہ پر رد کیاہے اور کتاب التوحید وہ کتاب ہے جس پر امام بخاریؒ نے اپنی صحیح بخاری

*Ph.D. Scholar, Islamiyah Qurtuba University of Science and Information Technology, Peshawar.
**Assistant professor, Islamiyah Qurtuba University of Science and Information Technology, Peshawar.

ISSN-Online: 2790-8828
ISSN-Print: 2790-881X

کو ختم کیا ہے، جس میں فرقہ جہمیہ و معتزلہ پر رد میں قرآن و سنت کے اُن نصوص کے ذکر پر اکتفا کیا ہے جن سے فرقہ جہمیہ اور معتزلہ کے عقائد کے باطل ہونے پر استدلال کیا جا سکتا ہے۔[1]

فرضیہ تحقیق

i. موجودہ زمانے میں فرقہ واریت کے خاتمہ اور تمام اسلامی فرقوں میں مذہبی ہم آہنگی پیدا کرنے کے لیے صحیح بخاری کی کتاب التوحید میں ذکر کردہ عقائد سے کس انداز میں فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔

ii. صحیح اور اسلامی عقائد کو پروان چڑھانے کے لیے صحیح بخاری کی کتاب التوحید میں ذکر کردہ اصولوں کو بروئے کار لا کر صحیح اور فرقہ باطلہ میں تمیز کی جا سکتی ہے یا نہیں۔

سابقہ لٹریچر کا جائزہ:

امام بخاریؒ کی صحیح بخاری پر بہت زیادہ کام ہو چکا ہے جن میں سے چند تحقیقی مضامین یعنی آرٹیکل مندرجہ ذیل ہیں:

i. "الجامع الصحیح میں امام بخاریؒ کی فقاہت تراجم ابواب کی روشنی میں" یہ عبد الغفار اور ہدایت علی رانا کا مشترکہ آرٹیکل ہے جو 'پاکستان جرنل آف اسلامک ریسرچ' سے ۲۰۱۱ء کو شائع ہوا تھا۔

ii. "الجامع الصحیح کے تراجم ابواب میں امام بخاریؒ کا منہج و اسلوب" یہ بھی عبد الغفار کا آرٹیکل ہے جو 'القلم' سے جون ۲۰۱۱ء کو شائع ہوا تھا۔

iii. "صحیح بخاری میں امام بخاریؒ کے اصول حدیث: تحقیقی مطالعہ "عبد الغفار اور تنویر قاسم کا مشترکہ آرٹیکل ہے جو 'پاکستان جرنل آف اسلامک ریسرچ' میں ۲۰۱۵ کو شائع ہوا تھا۔

لیکن صحیح بخاری کی کتاب التوحید پر فرقہ جہمیہ و معتزلہ کے عقائد کے اعتبار سے اب تک کام نہیں ہوا ہے اِس وجہ سے اس بات کو ذیل میں واضح کیا جائے گا۔

صحیح بخاری کی کتاب التوحید کا تعارف:

امام ابو القاسم تیمیؒ کتاب الحجۃ میں فرماتے ہیں:

> "توحید مصدر ہے باب تفعیل سے اور "وَحَّدْتُ اللّٰہَ" کا معنی ہے: میں نے اللہ تعالیٰ کو ذات اور صفات کے ساتھ ایسا تنہا اور ایک یقین کیا کہ نہ اُس جیسا کوئی ہے نہ ہو سکتا ہے"[2]

کتاب التوحید کل ۵۸ ابواب پر مشتمل ہے، جن میں صرف پندرہ ابواب ایسے ہیں، جن کا عنوان قرآنی آیات نہیں، بلکہ کسی حدیث کا ٹکڑا، یا ذاتی و انفرادی رائے پر مشتمل الفاظ ہیں۔

علم کلام سے متعلقہ اکثر مباحث کو امام بخاریؒ نے "کتاب التوحید" میں جمع کیا ہے، جس سے امام بخاریؒ کا مطمح نظر باری تعالیٰ کا تعارف کرنا ہے اس وجہ سے کتاب کا نام "کتاب التوحید" رکھا ہے لیکن "کتاب التوحید" میں مذکور زیادہ تر ابواب، باری تعالیٰ کے اسماء و صفات

اور فرقِ باطلہ کے عقائد پر ردسے متعلق ہیں جس کی وجہ سے کتاب التوحید کے نام میں شراح حدیث کا اختلاف ہے۔علامہ نسفیؒ اوراکثر شراح نے فربریؒ سےاس کتاب کانام صرف "کتاب التوحید" نقل کیاہےاورعلامہ مستملیؒ نے "الرد علی الجھمیة وغیرھم" کااضافہ کیاہے جبکہ علامہ ابن بطالؒ اورابن التینؒ نے "کتاب رد الجھمیة وغیرھم التوحید" کے عنوان سے ذکر کیاہے۔[3]

علامہ کرمانیؒ فرماتے ہیں کہ بعض نسخوں میں اس کتاب کاعنوان یوں درج ہے: "کتاب التوحید ورد الجھمیہ"[4]

فرقہ جہمیہ کاتعارف:

یہ فرقہ جہم بن صفوان کی طرف منسوب ہے بایں وجہ آپ کے متبعین کو جہمیہ کہاجاتاہے۔جہم کوفہ کاباشندہ تھا اور فصاحت وبلاغت میں مہارت تامہ رکھتاتھا۔جہم کے عقائد میں فساد کاسبب یہ ہوا کہ اہل بدعت میں سے کسی نے اُس سے کہاکہ جس خدا کی تو عبادت کرتا ہے اس کو ہمارے سامنے واضح کرو، جس پر جہم نے روپوشی اختیار کی اور کچھ دنوں کے بعد نکل کر کہا:

"هُوَ هَذَا الْهَوَاءُ مَعَ كل شَيْءٍ"

"خدا 'ہوا' ہی ہے جو ہر چیز کے ساتھ لگی ہوئی ہے"[5]

جہمیہ کے عقائد سے متعلق جتنے بھی متکلمین نے تصانیف تحریر کی ہیں تمام کااس بات پر اتفاق ہے کہ جہمیہ صفات باری تعالیٰ کا انکار کرتے تھے اور اسی انکار کی وجہ سے اُن کی نسبت تعطیل کی طرف ہوگئی۔ذیل میں اُن کے بعض عقائد قارئین کی نذرہیں۔

i. جہم کاعقیدہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام نہیں کیاتھا۔[6]

ii. جہم نے بندوں کے اعمال میں اجبار اوراضطرار کاعقیدہ اپنایااور کہاکہ تمام افعال کافاعلِ حقیقی ذاتِ باری تعالیٰ ہے بندہ کاکوئی فعل نہیں البتہ جہاں جہاں فعل کی نسبت بندہ کی طرف ہوئی ہے تو وہ مجازاً ہے، قطع نظر اس بات سے کہ بندہ اس فعل کافاعل ہے یاکچھ کرنے کی طاقت رکھتاہے۔

iii. جہم نے باری تعالیٰ کی صفت علم کو حادث قرار دیااور کہاکہ میں ذاتِ باری کو ایسی صفت سے موصوف نہیں مانتاجس کااطلاق بندوں پر ہوتاہو۔

iv. اسی طرح کلام باری تعالیٰ کو بھی حادث قرار دیکر کہاکہ اللہ تعالیٰ متکلم نہیں ہے۔[7]

v. جہمیہ کے ہاں ایمان صرف تصدیق قلب کانام ہے اگرچہ ظاہری طور پر کفریہ اعمال صادر ہوں۔[8]

vi. جہمیہ کے ہاں اللہ تعالیٰ کے لیے کسی بھی صفت کااقرار کرنا مقر کے حق میں باعث کفر ہے اگرچہ نصوص سے ثابت ہو۔[9]

فرقہ معتزلہ کاتعارف:

معتزلہ نے اپنانام اہل عدل وتوحید رکھاہے اور توحید سے مراد صفات الٰہیہ کی نفی کااعتقاد ہے اِس لیے کہ ان کاعقیدہ ہے کہ ثبوت صفات تشبیہ کو لازم ہے اور جو اللہ تعالیٰ کو مخلوق کے ساتھ تشبیہ دے وہ مشرک ہے، صفات کی نفی میں معتزلہ جہمیہ کے موافق ہیں جبکہ اہل سنت اشاعرہ وماتریدیہ نے توحید کی تفسیر تشبیہ اور تعطیل کی نفی کے ساتھ کی ہے۔معتزلہ کے اہم عقائد میں سے وعدو وعید اور تقدیر ہے البتہ جس نے کہاکہ قرآن مخلوق نہیں اور تقدیر کاعقیدہ اپنایااور قیامت میں اللہ تعالیٰ کی رؤیت کا قائل ہوا، اسی طرح اللہ تعالیٰ کے وہ صفات جن کاذکر نصوص میں ہے اُن کو ثابت مانا اور یہ اقرار کیاکہ مرتکب کبیرہ اِس ارتکاب کی وجہ سے ایمان سے نہیں نکلتاتو وہ معتزلی نہیں ہے اگرچہ

باقی باتوں میں اُن کے موافق ہو۔[10]

معتزلہ کے عقائد کی بنیاد پانچ اصولوں پر ہے:

i. توحید۔

ii. عدل۔

iii. وعد وعید۔

iv. المنزلۃ بین المنزلتین۔

v. امر بالمعروف ونہی عن المنکر۔

توحید سے مراد یہ ہے کہ "قِدم" کو اللہ تبارک وتعالی کا وصف ذاتی مانا جائے اور باقی تمام صفات کی تاویل کی جائے اور کہا جائے کہ یہ ذات سے علیحدہ کوئی چیز نہیں، مثلاً: علم، حیات اور قدرت، یعنی ان کا معنی یہ نہیں کہ یہ ذات سے علیحدہ کوئی چیز ہے بلکہ یہ صفات اور معانی اس کی ذات ہی کے ساتھ قائم اور استوار ہیں اور یہ بات ان کی کوئی خاص تشویش کی بھی نہیں ہے کیونکہ یہ تعبیر کا اختلاف ہے البتہ معتزلہ رؤیتِ باری تعالی کا بھی انکار کرتے ہیں اور یہ انکارِ رؤیت ان کے ہاں توحید کا تقاضا ہے اور اسی طرح توحید کے تصور میں یہ بھی داخل ہے کہ تشبیہ کی پوری نفی کی جائے اور کہا جائے کہ اللہ تعالی کی ذات جہت، مکان، صورت، جسم، انتقال، تحیز، تغیر اور تاثر کی ہر نوعیت سے پاک ہے۔[11]

"عدل" سے ان کا مطلب ہوتا ہے کہ چونکہ اللہ تعالی حکیم وعلیم ذات ہے اس لیے اس سے کسی قبیح فعل کا صدور ممکن ہی نہیں اور اسی طرح اس کے لطف وحکمت کا تقاضا یہ ہے کہ ہمیشہ مصالح عباد کا خیال رکھے۔

"وعد ووعید" کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالی نے جن نیکیوں پر صلہ واجر عطاء کرنے کی خوشخبری سنائی ہے اس کو وہ ضرور پورا کرے گا اسی طرح جن گناہوں پر اس نے عذاب کی دھمکی دی ہے اس کا پورا کرنا بھی ضروری ہے اور کسی شخص کو توبہ کے بغیر معافی نہیں دی جائے گی۔

"المنزلۃ بین المنزلتین" کا مطلب یہ ہے کہ اگر ایک مسلمان گناہ کبیرہ کا مرتکب ٹھہر تا ہے تو وہ نہ تو صحیح معنوں میں مؤمن ہے اور نہ ہی صحیح معنوں میں کافر کیونکہ عدم توبہ کی صورت میں اس کا ٹھکانہ ابدی جہنم ہے اور جب تک یہ اسلامی معاشرہ میں مسلمانوں کی حیثیت سے رہ رہا ہے اسے لامحالہ اسلامی معاشرہ کے تمام حقوق حاصل ہوں گے اس لیے اس کی حیثیت گویا بین بین کی ہے نہ پورا مؤمن اور نہ پورا کافر۔

"امر بالمعروف ونہی عن المنکر" کا مطلب یہ ہے کہ ہر مسلمان ازروئے دین مکلف ہے کہ اللہ تعالی کے پیغام کو دوسروں تک پہنچائے اور اسی طرح منکرات کی روک تھام میں اپنی ممکنہ طاقت کا استعمال کرے۔[12]

کتاب التوحید کی روشنی میں فرقہ جہمیہ و معتزلہ کے بارے میں امام بخاریؒ کا موقف:

کتاب التوحید میں امام بخاریؒ کا اصل ہدف فرقہ جہمیہ و معتزلہ ہے باقی فرقوں کے عقائد کا تذکرہ کہیں آیا بھی ہے تو ضمناً اور ثانوی حیثیت سے کیونکہ اصل میں منکرینِ صفات اور الٰہیات میں نقلیات کو چھوڑ کر عقلیات کو سامنے لانے والے یہی دو فرقے تھے۔

کتاب التوحید کا پہلا باب:

امام بخاریؒ نے کتاب التوحید میں پہلا باب یہ ذکر کیا ہے:

"باب ما جاء فی دعاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم امتہ الی توحید اللہ تبارکت اسمائہ وتعالی جدہ"[۱۳]

اس ترجمۃ الباب میں امام بخاریؒ نے جہمیہ کے اس عقیدہ کا رد کیا ہے کہ معرفت باری تعالی واجب عقلی ہے واجب شرعی نہیں، جبکہ امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ معرفت باری تعالی اگر واجب عقلی ہے تو پھر انبیائے کرام کو کیوں بھیجا گیا اور ان کا اپنی امتوں کو توحید کی طرف بلانے کی ضرورت کیا تھی۔

ترجمۃ الباب سے دوسرا مقصود جہمیہ پر رد ہے کیونکہ اُن کے ہاں ذاتِ باری تعالیٰ کے لیے جسم کا ہونا ممتنع ہے اس لیے کہ جسم لغت میں بہت سی چیزوں کے مجموعے کا نام ہے۔[۱۴]

باب قولہ تعالیٰ: کل شئ ھالک الا وجھہ:

ترجمۃ الباب سے اس بات پر استدلال ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ایک چہرہ ہے جو باری تعالیٰ کی ذات کی صفت ہے۔

تشریح میں ابن بطالؒ لکھتے ہیں:

"یہ نہیں کہ وہ چہرہ اللہ ہی ہے اور نہ یہ کہ وہ چہرہ اللہ کا غیر ہے بخلاف معتزلہ کے اور یہ کہنا محال ہے کہ چہرہ عضو ہے"[۱۵]

باب قولہ تعالیٰ:لماخلقت بیدی:

اس ترجمۃ الباب کے نیچے امام بخاریؒ نے وہ احادیث مبارکہ ذکر کی ہیں جس میں امت کے کبیرہ گناہ والوں کے حق میں رسول اللہ ﷺ کی شفاعت ثابت ہوتی ہے اور یہ رد ہے معتزلہ پر کیونکہ انہوں نے شفاعت کا انکار کیا ہے۔[۱۶]

باب قولہ تعالیٰ:ولتصنع علی عینی:

اس ترجمۃ الباب میں جہمیہ کا رد ہے کیونکہ جہمیہ صفات کا مطلقاً انکار کرتے ہیں اور امام بخاریؒ کا استدلال باری تعالیٰ کے حق میں ثبوت صفت پر دلیل ہے اور یہ صفت مسمیٰ ہے عین کے ساتھ۔[۱۷] البتہ عین سے وہ آنکھ مراد نہیں جو مخلوق کے حق میں ثابت ہے۔[۱۸]

باب قول اللہ تعالیٰ: ویحذرکم اللہ نفسہ

اس ترجمۃ الباب سے مقصود باری تعالیٰ کے لیے نفس اور ذات کا ثبوت ہے اور جہمیہ پر رد ہے اس لیے کہ جہمیہ باری تعالیٰ کے لیے ذات کے قائل نہیں کیونکہ باری تعالیٰ کے متعلق ان کا قول ہے: کہ اللہ تعالیٰ نہ کوئی شئ ہے اور نہ کوئی جاندار۔[۱۹]

استوی علی العرش:

"باب قول اللہ تعالی و کان عرشہ علی المآء"

امام بخاریؒ نے اس ترجمۃ الباب کے نیچے عرش اوراستویٰ عرش سے متعلق روایات نقل کی ہیں جن میں معتزلہ اور جہمیہ دونوں پر رد ہے جو صفات باری تعالی کے مجازی ہونے پر زور دیتے ہیں۔

ترجمۃ الباب کے نیچے احادیث مبارکہ کی شرح میں علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ علماء نے استویٰ کے معنی میں اختلاف کیا ہے معتزلہ کے ہاں استویٰ بمعنیٰ استیلاء، بمعنیٰ قہراور بمعنیٰ غلبہ کے استعمال ہوتا ہے۔[20]

اہل سنت والجماعت کا مذہب یہ ہے کہ صفات متشابہات جس طرح قرآن وحدیث میں بغیر کیفیت کے مذکور ہیں، بعینہ اسی طرح ہمارا ان صفات پر ایمان ہے اور صفات کی کیفیات معلوم کرنااہلسنت کے ہاں پسندیدہ عمل نہیں ہے بخلاف جہمیہ اور معتزلہ کے جو صفات متشابہات کا انکار کرتے ہیں اور جہمیہ اور معتزلہ کے ہاں وہ لوگ مشبہ ہیں جنھوں نے صفات متشابہات کا اقرار کیا۔[21]

رؤیت باری تعالیٰ:

"باب قول اللہ تعالی وجوہ یومئذ ناظِرۃ الی ربھا ناظرۃ"[22]

امام بخاریؒ نے ترجمۃ الباب کی آیت کریمہ اور باب میں مذکور احادیث مبارکہ سے اس بات پر استدلال کیاہے کہ مسلمان بندہ جنت میں باری تعالیٰ کی رؤیت سے مستفید ہوگا اور یہ اہل سنت والجماعت کا مسلک ہے جس سے معتزلہ پر رد ہے کیونکہ معتزلہ جنت میں رؤیت باری تعالیٰ کے قائل نہیں اور ان کے ہاں "ناظرۃ، منتظرۃ" کے معنیٰ میں ہے۔[23]

اسی ترجمۃ الباب کے تحت حدیث کے اِس حصے "حتی تلقوا اللہ ورسولہ فإنی علی الحوض" سے امام بخاریؒ نے رسول اللہ ﷺ کے لیے حوض کو ثابت کیاہے بخلاف معتزلہ کے جنھوں نے حوض کا انکار کیاہے۔[24]

صفت علو کا اثبات:

"باب قول اللہ تعالی تعرج الملئکۃ والروح الیہ"[25]

اس باب میں صفت علو کا اثبات ہے اور جہمیہ ہی کی تردید ہے کیونکہ وہ صفت علو کے منکر اور "فی کل مکان دون مکان" کے نظریہ کے قائل تھے۔[26] اوران صفات کو ظاہری معانی پر حمل کرتے تھے حالانکہ اس پر واضح دلائل موجود ہیں کہ اللہ تعالیٰ جسم سے پاک ہے اور کسی مکان کا محتاج نہیں ہے جو اس میں حلول کرے اور اس میں قرار پائے اس لیے کہ باری تعالیٰ اس وقت بھی موجود تھا جب اُس نے مکان کو پیدا نہیں کیا تھا اور تخلیق مکان کے بعد بھی باری تعالیٰ اسی طرح موجود ہے جس طرح کہ تخلیق مکان سے پہلے موجود تھا۔[27]

باب قولہ تعالیٰ: انماقولنالشئ

ترجمۃ الباب سے امام بخاریؒ کا مقصود معتزلہ پر رد ہے جس کی وضاحت میں ابن بطالؒ رقم طراز ہیں:

"معتزلہ کا یہ قول: کہ اللہ تعالیٰ کا وہ حکم جو اس کا کلام ہے وہ مخلوق ہے چنانچہ امام بخاریؒ

نے چاہا کہ آپ جان لیں کہ اللہ کاامر جب وہ کسی چیز کاارادہ فرمائے اُس چیز کو 'کن' کہناہے تو وہ چیز ہو جاتی ہے اُس کو امر کرنے کی وجہ سے اور باری تعالیٰ کا حکم اور اس کا قول ایک ہی معنی میں ہیں"[28]

باب قولہ تعالیٰ: فلاتجعلوا للہ أنداد

ترجمۃ الباب میں جہمیہ اور معتزلہ دونوں پر ردہے اس لیے کہ جہمیہ کے ہاں بندہ کا اپنے افعال میں اصلاً کوئی اختیار نہیں اور معتزلہ کے ہاں بندہ کے افعال میں باری تعالیٰ کا کوئی دخل نہیں۔ اور یہ دونوں غلط نظریات ہے کیونکہ حق بات یہ ہے کہ باری تعالیٰ تمام افعال کا خالق ہے اور بندہ اُن افعال کا 'کاسب' ہے اور یہی اشاعرہ یعنی اہلسنت والجماعت کا مذہب ہے۔[29]

باب فی المشیۃ والارادۃ

ترجمۃ الباب سے مقصود اللہ تعالیٰ کی مرضی اور ارادے کا اثبات ہے اور یہ دونوں ایک ہی معنی کے دومترادف نام ہیں اور یہ رد ہے معتزلہ پر کیونکہ امام بخاریؒ نے ارادہ کو ذاتِ باری تعالیٰ کی صفت قرار دیاہے اور معتزلہ کے ہاں یہ صفت نہیں بلکہ افعال باری تعالیٰ کے اوصاف ہیں جو مخلوق ہیں۔[30]

باب قولہ تعالیٰ:ولقد سبقت کلمتنالعبادناالمرسلین

ترجمۃ الباب سے امام بخاریؒ کا مقصود اللہ تعالیٰ کے متکلم ہونے کو ثابت کرنا ہے اور یہ ردہے جہمیہ اور معتزلہ پر جو باری تعالیٰ کے متکلم ہونے قائل نہیں ہیں، اور معتزلہ کے ہاں اللہ تعالیٰ نے نہ ماضی میں کلام کیا تھا اور نہ مستقبل میں کلام کرے گا۔[31]

کلام باری تعالیٰ کے ثبوت پر ابواب:

جہمیہ کے عقائد باطلہ میں سے ایک یہ بھی تھا کہ وہ باری تعالی کے کلام کے منکر تھے امام بخاریؒ نے اِن پر رد کرتے ہوئے چار ابواب قائم کیے ہیں:

I. "باب کلام الرب مع اهل الجنة"[32]

II. "باب قول اللہ تعالی یریدون أن یبدلوا کلام اللہ"[33]

III. "باب کلام الرب عزوجل یوم القیامة مع الانبیاء وغیرهم"[34]

ترجمۃ الباب سے امام بخاریؒ کا مقصود جہمیہ پر رد کرنا ہے کیونکہ وہ کلام باری تعالیٰ کے منکر تھے۔[35]

IV. "باب کلام الرب مع جبرئیل ونداء اللہ الملئکة"[36] اس باب میں جو روایات نقل کی ہیں ان سے صرف کلام رب مع جبرئیل ثابت ہوتا ہے اس میں ایسی کوئی روایت نہیں جس سے اللہ تبارک وتعالی کا دوسرے ملائکہ سے کلام ثابت ہوتا ہو، لیکن امام بخاریؒ چونکہ کلام باری تعالی ہی ثابت کرنا چاہتے ہیں اس لیے ترجمۃ الباب میں "ونداء اللہ الملئکة" کا اضافہ کیاہے۔

باری تعالیٰ کا حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ہم کلام ہونا:

جہمیہ اور معتزلہ کے عقائد میں ایک اور عقیدہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ رب کریم کے ہم کلام ہونے کا انکار تھا اس لیے اس پر الگ باب قائم کیا ہے:

"باب قول اللہ تعالی و کلم اللہ موسی تکلیما"[۳۷]

امام بخاریؒ کا مقصود ترجمۃ الباب سے کلام باری تعالیٰ کے اثبات اور اُس کے متکلم ہونے کے اثبات پر دلیل پیش کرنا ہے اور اہل سنت کا اس پر اتفاق ہے کہ اللہ تعالی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بغیر واسطے اور بغیر ترجمان کے کلام کیا ہے۔[۳۸]

باب قوله تعالیٰ: وماكنتم تستترون أن يشهد عليكم

امام بخاریؒ کا مقصود اِس باب سے خدا تعالیٰ کی سماعت کو ثابت کرنا ہے اور اگر یہ ثابت ہو جائے کہ وہ سننے والا ہے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ سماعت کے ساتھ سننے والا ہو، جس طرح جب یہ ثابت ہو جائے کہ وہ جاننے والا ہے تو وہ علم کے ساتھ جاننے والا ہے بخلاف معتزلہ کے، جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی صفات کا انکار کیا ہے، اور کہا کہ اللہ تعالیٰ کی صفت سمع کا معنی یہ ہے کہ وہ سنی ہوئی باتوں کو سننے والا ہے۔[۳۹]

باب قوله تعالى:كل يوم هوفى شأن

ترجمۃ الباب سے امام بخاریؒ کا مقصود اللہ تعالیٰ کے وصفِ کلام کہ یہ مخلوق ہے اور وصفِ کلام کہ یہ حادث ہے، دونوں کے درمیان فرق کرنا ہے تو کلام کے خلق سے متصف ہونے کو محال قرار دیا اور حدوث کے ساتھ متصف ہونے کو جائز قرار دیا اِس آیت کریمہ پر اعتماد کرتے ہوئے "مَا يَأْتِيهِمْ مِنْ ذِكْرٍ مِنْ رَبِّهِمْ مُحْدَثٍ" اور یہ بعض معتزلہ اور بعض اہل ظواہر کا مذہب ہے، لیکن یہ مذہب مبنی بر خطاء ہے کیونکہ جس ذکر کو آیت کریمہ میں احداث کے ساتھ موصوف کیا ہے وہ اللہ تعالیٰ کا نفسِ کلام نہیں۔[۴۰]

وزن اعمال:

امام بخاریؒ کتاب التوحید کے آخری باب میں جہمیہ و معتزلہ کے مشترکہ عقیدہ پر رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"باب قول الله تعالى ونضع الموازين القسط ليوم القيامة وان اعمال بنى آدم وقولهم توزن"[۴۱]

ترجمۃ الباب سے امام بخاریؒ کا مقصود معتزلہ پر رد ہے کیونکہ معتزلہ وزن اعمال کے منکر ہیں اور اہل سنت والجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ قیامت کے دن بندوں کے اعمال تولے جائیں گے معتزلہ نے دراصل میزان کا انکار کیا ہے اور اُن کے ہاں میزان سے مراد عدل وانصاف ہے۔[۴۲]

اس باب میں جہمیہ اور معتزلہ کے پورے بنیادی ڈھانچے پر رد ہے جس میں مندرجہ ذیل تین مسائل کی طرف اشارہ کیا ہے۔

I. اعمال تولے جائیں گے اگر نیکیاں بڑھ گئیں تو چند کبائر کی وجہ سے آدمی جہنم میں نہیں جائے گا۔

II. دوسری بات یہ کہ اگر صرف یہ دو کلمے "سبحان اللہ و بحمدہ سبحان اللہ العظیم" اتنے وزنی ہو سکتے ہیں کہ میزان عمل میں نیکیوں کے پلڑے کو بھاری کریں تو اس سے پتہ چلتا ہے کہ باری تعالی کا معاملہ وعد وعید کا نہیں بلکہ رحمت کا ہے یہ

معتزلہ کے عقیدہ عدل پر رد ہے۔

III. تیسری بات یہ کہ اگر عقل کے خلاف ہوتے ہوئے بھی اعمال تولے جاسکتے ہیں تو ایمان واسلام کا پورا ڈھانچہ عقلی بنیادوں پر استوار کرنا کہاں ٹھیک ہو گا۔

خلاصہ بحث:

امام بخاریؒ نے کتاب التوحید میں کلامی مسائل سے متعلق آثار و نصوص کو جمع کیا ہے جن میں علم کلام سے متعلق بہت سے مسائل کو ذکر کیا ہے۔ اُن کلامی مباحث میں سے ایک اہم مبحث فرق کلامیہ سے متعلق امام بخاریؒ کا موقف ہے اور امام بخاریؒ نے کلامی فرقوں میں سے جہمیہ اور معتزلہ کے عقائد پر کھل کر رد کیا ہے جس کے لیے قرآن وحدیث کے نصوص سے استدلال کیا ہے۔ مثلاً! صفاتِ باری تعالیٰ کے ثبوت پر دلائل کو جمع کیا ہے اور یہ جہمیہ اور معتزلہ دونوں پر رد ہے جنہوں نے ثبوت صفات کا انکار کیا ہے۔

اسی طرح کلام باری تعالیٰ اور رؤیت باری تعالیٰ کے ثبوت پر دلائل پیش کیے ہیں اور یہ بھی رد ہے اِن صفات کے منکرین پر جو جہمیہ اور معتزلہ ہے۔

اسی طرح قیامت کے دن اعمال کے وزن ہونے پر دلائل کو جمع کیا ہے جو رد ہے معتزلہ پر جنہوں نے وزن اعمال کا انکار کیا ہے۔

حواشی وحوالہ جات

---

[1] اغنیمان، عبداللہ بن محمد، شرح کتاب التوحید من صحیح البخاری، مکتبۃ الدار، مدینہ منورہ، ط ۱، ۱۴۰۵ھ، ج ۱، ص ۲۶۔

[2] عسقلانی، أحمد بن علی بن حجر، أبوالفضل، الشافعی، فتح الباری شرح صحیح البخاری، دارالمعرفۃ، بیروت، ۱۳۷۹ھ، ج ۱۳، ص ۳۴۴۔

[3] عسقلانی، أحمد بن علی بن حجر، فتح الباری شرح صحیح البخاری، ج ۱۳، ص ۳۴۴۔

[4] کرمانی، محمد بن یوسف، شمس الدین، الکواکب الدراری فی شرح صحیح البخاری، دار إحیاء التراث، بیروت، ط ۲، ۱۴۰۱ھ، ج ۲۵، ص ۹۵۔

[5] عسقلانی، أحمد بن علی بن حجر، فتح الباری شرح صحیح البخاری، ج ۱۳، ص ۳۴۵۔

[6] بخاری، محمد بن إسماعیل، خلق أفعال العباد، دار المعارف، ریاض، ص ۲۹۔

[7] بغدادی، عبد القاہر بن طاہر، الفرق بین الفرق وبیان الفرقۃ الناجیۃ، دار الآفاق، بیروت، ط ۲، ۱۹۷۷ء، ص ۱۹۹۔

[8] شہرستانی، أبوالفتح محمد بن عبد الکریم، الملل والنحل، مؤسسۃ الحلبی، ج ۱، ص ۱۴۱۔

[9] شیبانی، أبوعبداللہ أحمد بن محمد بن حنبل، الرد علی الجہمیۃ والزنادقۃ، دارالثبات، ط ۱، ج ۱ ص ۹۶۔

[10] عسقلانی، أحمد بن علی بن حجر، فتح الباری شرح صحیح البخاری، ج ۱۳، ص ۳۴۴تا۳۴۶۔

[11] دمشقی، شمس الدین محمد بن علی، مفاکھۃ الخلان فی حوادث الزمان، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ط ۱، ۱۴۱۸ھ، ص ۷۹

[12] شہرستانی، محمد بن عبد الکریم، الملل والنحل، ج ۱، ص ۴۹ تا ۵۱۔

[13] بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، الطاف اینڈ سنز، کراچی، ۲۰۰۸ء، ج ۴، ص ۲۰۶۶

[14] ابن بطال، ابوالحسن علی بن خلف، شرح صحیح البخاری، دار النشر، ریاض، ط۲، ۱۴۲۳ھ، ج۱۰، ص۴۰۲۔

[15] ابن بطال، ابوالحسن علی بن خلف، شرح صحیح البخاری، ج۱۰، ص۴۳۱۔

[16] ابن بطال، ابوالحسن علی بن خلف، شرح صحیح البخاری، ج۱۰، ص۴۳۷۔

[17] ابن بطال، ابوالحسن علی بن خلف، شرح صحیح البخاری، ج۱۰، ص۴۳۲۔

[18] الغنیمان، عبد اللہ بن محمد، شرح کتاب التوحید من صحیح البخاری، ج۱، ص۲۸۹۔

[19] حمزة محمد قاسم، منار القاری شرح مختصر صحیح البخاری، مکتبہ دار البیان، دمشق، ۱۴۱۰ھ، ج۵، ص۳۷۳۔

[20] عینی، أبو محمد محمود بن أحمد، عمدة القاری شرح صحیح البخاری، دار احیاء التراث، بیروت، ج۲۵، ص۱۱۱۔

[21] عسقلانی، أحمد بن علی بن حجر، فتح الباری شرح صحیح البخاری، ج۱۳، ص۴۰۷۔

[22] بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، ج۴، ص۲۰۸۴۔

[23] ابن بطال، ابوالحسن علی بن خلف، شرح صحیح البخاری، ج۱۰، ص۴۶۰۔

[24] ابن بطال، ابوالحسن علی بن خلف، شرح صحیح البخاری، ج۱۰، ص۴۶۶۔

[25] بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، ج۴، ص۲۰۸۲۔

[26] یاسر قاضی، مقالات الجہم بن صفوان واثرھا فی الفرق الاسلامیۃ، اضواء السلف، ط۱، ۱۴۲۶ھ، ص۴۹۲۔

[27] ابن بطال، ابوالحسن علی بن خلف، شرح صحیح البخاری، ج۱۰، ص۴۵۳۔

[28] ابن بطال، ابوالحسن علی بن خلف، شرح صحیح البخاری، ج۱۰، ص۴۷۶۔

[29] عینی، أبو محمد محمود بن أحمد، عمدة القاری شرح صحیح البخاری، ج۲۵، ص۱۷۶،۱۷۷۔

[30] ابن بطال، ابوالحسن علی بن خلف، شرح صحیح البخاری، ج۱۰، ص۴۷۷۔

[31] ابن بطال، ابوالحسن علی بن خلف، شرح صحیح البخاری، ج۱۰، ص۴۸۷۔

[32] بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، ج۴، ص۲۱۱۴۔

[33] بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، ج۴، ص۲۱۰۵۔

[34] بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، ج۴، ص۲۱۰۹۔

[35] حمزة محمد قاسم، منار القاری شرح مختصر صحیح البخاری، ج۵، ص۳۷۶۔

[36] بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، ج۴، ص۲۱۰۳۔

[37] بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، ج۴، ص۲۱۱۱۔

[38] ابن بطال، ابوالحسن علی بن خلف، شرح صحیح البخاری، ج۱۰، ص۵۰۸۔

[39] ابن بطال، ابوالحسن علی بن خلف، شرح صحیح البخاری، ج۱۰، ص۵۲۳۔

[40] ابن بطال، ابوالحسن علی بن خلف، شرح صحیح البخاری، ج۱۰، ص۵۲۵۔

[41] بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، ج۹، ص۳۸۰۔

[42] ابن بطال، ابوالحسن علی بن خلف، شرح صحیح البخاری، ج۱۰، ص۵۵۹۔